Welcome to www.tauheed-sunnat.com Multimedia Project.

Please visit us regularly.
Working to SPREAD ISLAM.

Listen Read And Watch And Learn And Act Upon Most Importantly

تراویح کے اہم مسائل

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تراویح کے اہم مسائل اور بیس رکعات کا ثبوت

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

امابعد!

تراویح کی بیس (۲۰) رکعات ہیں

سوال: تراویح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کی کتنی رکعات ہیں؟ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کا کوئی ثبوت ہے؟ اگر ہے تو کتنی رکعات؟

ہمارے یہاں لوگ کہتے ہیں کہ تراویح کی نماز صرف آٹھ رکعات ہیں، بیس رکعات کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اس سے عوام میں بڑا خلجان ہے۔ برائے کرم آپ واضح دلائل کے ساتھ قرآن و سنت کی روشنی میں صحیح صورت حال متعین فرمائیں تاکہ ہماری پریشانی دور ہو اور راہ صواب ہم پر کھل جائے اور پھر اطمینان سے اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔

جواب: تراویح سنت مؤکدہ ہیں اور مرد و عورت دونوں کے لئے حکم ایک ہی ہے۔ اور تراویح کی بیس رکعات ہیں، اور یہ بیس رکعات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہیں۔ اسی لئے حضرات تابعین،

ائمہ مجتہدین حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک تراویح کی بیس (۲۰) رکعات ہیں اور امام مالکؒ کے بھی ایک قول کے مطابق تراویح کی بیس (۲۰) رکعات ہیں۔ ان چاروں برحق اماموں نے بیس (۲۰) سے کم تراویح کو اختیار نہیں فرمایا۔ یہی جمہور کا قول ہے اور آج تک مشرق سے مغرب تک پوری دنیا میں اسی پر امتِ مسلمہ کا عمل ہے، آج کل بھی مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں اور مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ منورہ میں تراویح کی بیس (۲۰) رکعات ہوتی ہیں۔ آٹھ رکعات تراویح پر عمل کرنے والے بہت اقلیت میں ہیں اور غلطی پر ہیں کیونکہ جن روایات میں آٹھ رکعات کا ذکر ہے، اس سے تہجد کی نماز مراد ہے، تراویح کی نماز مراد نہیں۔ اور یہ دونوں نمازیں الگ الگ ہیں۔

تراویح کی بیس (۲۰) رکعات ہونے پر چند دلائل

﴿عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر﴾ (رواہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وتر اور بیس رکعات (تراویح) پڑھا کرتے تھے۔"

فائدہ: اس روایت کو ابن ابی شیبہؒ نے اپنی مصنف میں، عبد بن حمیدؒ نے اپنی مسند میں، طبرانیؒ نے معجم کبیر میں، بیہقیؒ نے اپنی سنن میں، اور امام بغویؒ نے "مصابیح السنہ" میں تحریر فرمایا ہے۔ اس حدیث مرفوع کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے ابراہیم بن عثمان کے، لیکن محض ایک راوی کی وجہ سے جبکہ بعض سے اس کی توثیق بھی منقول ہے، بالکل نظر انداز کرنا صحیح نہیں۔ علاوہ اس کے بہت سے

آثار قویہ اور تعامل صحابہ سے اس کی تائید ہوتی ہے جس سے اس کا یہ معمولی سا ضعف بھی دور ہوجاتا ہے اور اس مسئلہ میں اس سے استدلال کرنا یقیناً درست اور صحیح ہے۔ (اعلاء السنن صفحہ ۷ جلد ۷ بتصرف)

﴿عن یزید بن رومان انه قال الناس یقو مون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللّٰه تعالٰی عنه فی رمضان بثلاث و عشرین رکعة﴾ (رواہ مالک" واسنادہ مرسل قوی)

"حضرت یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے۔"

﴿عن یحیٰی بن سعید ان عمر بن الخطاب رضی اللّٰه تعالٰی عنه امر رجلا یصلی بهم عشرین رکعة﴾

(رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ" فی مصنفہ واسنادہ قوی مرسل)

"حضرت یحیٰی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) پڑھائے۔"

﴿وعن عبدالعزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب رضی اللّٰه تعالٰی عنه یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویوتر بثلاث﴾

(اخرجہ ابوبکر بن ابی شیبۃ" فی مصنفہ واسنادہ حسن)

"حضرت عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعت وتر

پڑھایا کرتے تھے۔"

﴿عن عطاء بن السائب عن عبدالرحمٰن السلمی عن علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال دعا القراء فی رمضان فامر منھم رجلاً یصلی بالناس عشرین رکعۃ قال وکان علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ یوتربھم الخ﴾

(السنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ ۴۹۶ کتاب الصلوٰۃ جلد دوم)

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان المبارک میں قراء کو بلایا، پھر ان میں سے ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے۔ راوی کا کہنا ہے کہ وتر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود پڑھایا کرتے تھے۔"

فائدہ: ان روایتوں اور دیگر تصریحات سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زمانہ میں بھی بیس رکعات تراویح پڑھی جاتی تھیں۔

علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المغنی" میں بڑے دلکش انداز سے بیس رکعات تراویح پڑھنے کے پس منظر کو اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں اور یہ سُنّت موکدہ ہیں۔ سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا آغاز فرمایا، دو یا تین شب آپ نے ان کی باقاعدہ جماعت فرمائی، پھر جب آپ نے اس کے بارے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا انتہائی شوق و جذبہ دیکھا تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نماز تراویح امت پر فرض نہ ہوجائے، اس لئے آپ نے اس کی جماعت ترک فرمادی۔ اور حضرات صحابہ کرام انفرادی طور پر تراویح پڑھتے رہے، یہاں تک کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آگیا، آپ انتہائی غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اب ان کی فرضیت کا کوئی امکان نہیں، لہٰذا اسے پھر جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ بالآخر آپ نے اس کا فیصلہ فرمالیا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تراویح کی امامت پر مقرر فرمایا اور حضرات صحابہ میں سے کسی نے آپ کے اس فیصلہ کی نکیر نہیں فرمائی، بلکہ بخوشی اس پر عمل شروع کردیا۔ اور روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس رکعات پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔ صحابہ کرام حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے، اسی پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہوگیا۔ اور "اجماع" خود مستقل حجت شرعیہ ہے۔ اس لئے بیس رکعات تراویح کے ثبوت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے، یہی راہ حق ہے اور اس کو چھوڑنا گمراہی ہے۔

(المغنی صفحہ ۷۹۹ جلد ۱ بزیادہ)

تراویح کا وقت

سوال: تراویح کا وقت عشاء کے فرضوں سے پہلے ہے یا بعد میں؟ اگر کوئی شخص فرضوں سے پہلے تراویح پڑھ لے اور بعد میں عشاء کے فرض ادا کرے تو کیا اس کی تراویح درست ہوجائیں گی، نیز تراویح کا وقت کب تک باقی رہتا ہے؟

جواب: نماز تراویح کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے۔ نماز عشاء سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائیں گی تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا۔ فرضوں کے بعد تراویح دوبارہ پڑھنی ہوں گی۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ درمختار صفحہ ۴۷۳ جلد ۱، والاختیار صفحہ ۶۹ جلد ۱)

سوال: تراویح اور وتر سب پڑھ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ امام یا منفرد کو عشاء کے فرض میں کچھ سہو ہوگیا تھا جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تھی تو کیا

صرف عشاء کے فرض لوٹائیں گے یا عشاء کے فرض کے ساتھ ساتھ تراویح اور وتر سب دوبارہ پڑھنے ہوں گے؟

جواب: تراویح عشاء کے تابع ہیں، لہٰذا جیسے اگر کوئی شخص عشاء سے پہلے تراویح پڑھ لے تو تراویح نہیں ہوں گی، اسی طرح اگر عشاء کے فرض فاسد ہوجائیں اور منفرد یا امام تراویح پڑھ چکا ہے تو فرضوں کے لوٹانے کے ساتھ ساتھ تراویح بھی لوٹائی جائیں گی خواہ تراویح تمام پڑھ چکا ہو یا بعض، البتہ وتر کے لوٹانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ عشاء کے تابع نہیں ہیں۔ (ہندیہ وکبیری)

تراویح کی نیت

سوال: تراویح کی نیت کس طرح کرنی چاہئے؟

جواب: تراویح کی نیت یوں کرنی چاہئے:

"یا اللہ! آپ کی رضا کے لئے تراویح پڑھتا ہوں" یا "یا اللہ! اس وقت کی سُنّت ادا کرتا ہوں" یا "رمضان المبارک کے قیامِ لیل کی نماز ادا کرتا ہوں" یا "امام کی اقتداء میں تراویح پڑھ رہا ہوں" یا "یا اللہ! امام جو نماز پڑھا رہا ہے میں بھی وہی نماز ادا کرتا ہوں۔"

ان میں سے جو بھی نیت کی جائے تراویح ادا ہوجائیں گی۔ (خانیہ)

مسئلہ: مطلقاً نماز یا نوافل کی نیت پر اکتفاء نہیں کرنا چاہئے۔ (خانیہ)

تراویح میں پورا قرآن کریم پڑھنا

سوال: تراویح میں پورا قرآن کریم پڑھنا افضل ہے یا سُنّت؟ واضح فرمائیں!

جواب: ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کرنا (پڑھ کر یا سن کر) سُنّت ہے۔ دو مرتبہ فضیلت ہے اور تین مرتبہ افضل ہے، لہٰذا اگر ہر رکعت میں تقریباً دس آیتیں پڑھی جائیں تو ایک مرتبہ بسہولت ختم ہوجائے گا اور مقتدیوں کو بھی گرانی نہ ہوگی، تاہم لوگوں کی سستی کی وجہ سے حتی الامکان سُنّت کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ (درمختار و خانیہ)

مسئلہ: جو لوگ حافظ ہیں، ان کے لئے فضیلت یہ ہے کہ مسجد سے واپس آکر بیس رکعت اور پڑھا کریں تاکہ دو مرتبہ قرآن کریم ختم کرنے کی فضیلت حاصل ہوجائے۔ (خانیہ)

مسئلہ: ہر عشرہ میں ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا افضل ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ بحر)

مسئلہ: اگر مقتدی اس قدر ضعیف اور کاہل ہوں کہ ایک مرتبہ بھی پورا قرآن شریف نہ سن سکیں بلکہ اس کی وجہ سے جماعت چھوڑ دیں تو پھر جس قدر سننے پر وہ راضی ہوں اس قدر پڑھ لیا جائے یا الم ترکیف (سورۃ الفیل) سے پڑھ لیا جائے۔ (بحر)

لیکن اس صورت میں ختم قرآنِ کریم کی سُنّت کے ثواب سے محروم رہیں گے۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ خانیہ)

مسئلہ: ستائیسویں شب کو قرآن کریم ختم کرنا مستحب ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ بحر)

مسئلہ: اگر اپنی مسجد کے امام صاحب قرآن شریف ختم نہ کریں تو پھر کسی دوسری مسجد میں جہاں پر ختم ہو، تراویح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (کبیری) کیونکہ ختم کی سُنّت وہیں حاصل ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ)

مسئلہ: اگر اپنی مسجد کے امام صاحب قرآن شریف غلط پڑھتے ہوں تو

دوسری مسجد میں تراویح پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ ہندیہ)

ایک یا تین یا سات راتوں میں قرآن کریم ختم کرنا

سوال: آج کل بعض شہروں میں کسی جگہ ایک رات میں تراویح کے اندر قرآن کریم ختم کیا جاتا ہے اور بعض جگہ تین راتوں میں اور بعض جگہ سات راتوں میں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ایک رات میں یا تین یا سات راتوں میں تراویح کے اندر قرآن کریم اس طرح ختم کیا جائے کہ قواعد تجوید کے مطابق صاف صاف اور بالکل صحیح طریقہ سے پڑھا جائے، حروف نہ کاٹے جائیں اور صرف تعلمون یعلمون سنائی نہ دے بلکہ کلام پاک اچھی طرح سامعین کی سمجھ میں آئے اور نمازی خوش دلی سے اس میں شریک ہوں تو اس طرح ختم کرنا جائز ہے، شرعاً کچھ مضائقہ نہیں ہے، لیکن اگر قرآن کریم صاف اور صحیح نہ پڑھا جائے، حروف کٹنے لگیں، سامعین کو سوائے تعلمون یعلمون کے کچھ سمجھ نہ آئے جیسا کہ بعض جگہ صورت حال اسی طرح ہے، تو پھر اس طرح پڑھنا درست نہیں ہے، اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

Welcome to www.tauheed-sunnat.com Multimedia Project.

Please visit us regularly.
Working to SPREAD ISLAM.

Listen Read And Watch And Learn And Act Upon Most Importantly